Scholar Insight Journal ***HEC Pakistan Y Category***
https://scholarinsightjournal.com/
ONLINE - ISSN- 3006-9785
Volume.3, Issue.1 (March-2025)
PRINT - ISSN- 3007-245X

امن کے لئے رسول اللہ ﷺ کے اِقدامات: جامع الترمذی کی کِتَابُ السِّیَرِ کی روشنی میں ایک خصوصی مطالعہ

The Prophet's (Peace be upon him) strategies for peace: A special study in the light of Jami al- Tirmazi's Kitab al- Siar

Dr. Hafiz Musannif Shah
Subject Specialist In E&SE, Khyber Pakhtunkhwa.
Email: musannifshah554@gmail.com
Dr. Muhammad Ayub Anwar
Assistant at Dar-ul-Ifta (Fatwa Centre), Dar-ul-Uloom Ashab-ul-Suffah, Mardan,
Email: mayub7997@gmail.com
Dr. Zia Ur Rahman
Assistant Professor
Department of Governance, Politics, IR, and Public Policy
Abasyn University, Peshawar, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan
Email: mianzia786@gmail.com

Abstract:

This research delves into the depiction of the expeditions and battles (Ghazwat) of the Holy Prophet Muhammad (SAW) and his companions as discussed in the Hadith literature, specifically in the "Kitab-ul-Siar," a chapter dedicated to the details of military campaigns in various Hadith collections. One of the key sources for this study is Imam Tirmizi's renowned work, *Sunan Al-Tirmizi*, where he elaborates on the strategies, laws, and provisions related to battles conducted by the Prophet Muhammad (SAW). The research aims to shed light on the peaceful measures and ethical guidelines followed by the Prophet during the course of these battles, offering a nuanced understanding of Jihad and war in Islam.

The study is organized into two primary sections: the first explores the concept of Jihad and its strategic application within Islamic teachings, emphasizing the balance between warfare and peace. The second section focuses on the peace measures adopted by the Prophet Muhammad (SAW) in the midst of conflict, demonstrating the humane and ethical principles that governed his military conduct. The research underscores that even in the context of warfare, the Prophet (SAW) emphasized restraint, compassion, and the protection of non-combatants, providing a model for ethical warfare in Islamic jurisprudence.The findings of the research reveal a profound understanding of the peaceful conduct during warfare in Islam, supported by the Hadiths from *Kitab-ul-Siar*. The study concludes with a summary of key points, results, and references that highlight the peaceful nature of Jihad in the Islamic tradition.
Keywords: Peace, battles, Jihad, Tirmizi, Kitab-ul-Siar.

عصر حاضر میں پوری دنیا کئی آلام اور تکالیف کی لپیٹ میں ہے۔ پھر ان میں مگر خصوصاً مسلم دنیا زیادہ اور کثیر الجہت آلام اور مصائب سے گزر رہی ہیں۔ ہر طرف بے چینی اور بدامنی کے بادل سایہ افگن ہے۔ان ماحول میں امن کے لئے آواز اُٹھانا اور کوشش کرنا تاریکیوں میں روشنی اور امید کی کرن ہے۔

مسلم دنیا کے تصورات و عقائد اور تعلیمات و ہدایات پر ہر طرف سے یلغار بھی ہے اور گویا دنیا کے جملہ مصائب اور آلام کا سبب مسلم دنیا کے ان تصورات و نظریات اور ہدایات کو ٹھہرایا جارہا ہے۔ جو کہ فی نفسہ ایک تکلیف دہ بات بھی ہے۔ پھر ان تصورات و نظریات میں اسلام کا نظریہ جہاد و قتال کو بطور خاص ہدفِ تنقید بنایا گیا ہے۔

حالاں کہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے اور وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عینِ جہاد میں بھی امن کے لئے کئی حوالوں سے اہم نوعیت کے اقدامات اٹھائے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشکیلِ لشکر کے وقت ان ہدایات کی خاص تاکید اور وصیت فرمایا کرتے تھے۔ اور اس کے علاوہ بھی جب رسول اللہ ﷺ کے علم میں کوئی ایسی بات آگئی ہوں جو کہ ان ہدایات اور تاکیدات کے خلاف تھی تو آپ ﷺ نے موقع پر ہی اس سے براٗت ظاہر فرمایا کرتے تھے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ عصر حاضر میں امن کے حوالے سے کسی بھی سطح پر اور کسی بھی نوعیت کے جو جو اقدامات اٹھائے جاتے ہیں ان کو پشتی بانی مل جائیں اور اسلام کے نظریہ امن کو واضح کیا جائے خصوصاً دورانِ جنگ رسول اللہ ﷺ کا امن کے لئے اِقداماتِ امن کو نمایاں کیا جائے۔ اور اسی مقصد کے پیش نظر یہ مقالہ مرتب کیا گیا ہے۔

زیرِ نظر مقالہ میں بنیادی طور پر کِتَابُ السِّیَر کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا قیامِ امن کے لئے خصوصی اقدامات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ امام ترمذیؒ کی کِتَابُ السِّیَر کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا امن کے لئے خصوصی اقدامات کا استنباط کیا گیا ہے۔ مقالہ دو اہم مباحث پر مشتمل ہے؛ بحث اول میں اَبوَابُ السِّیَر کا تعارف اور مفہوم کا تحقیقی جائزہ ہے اور بحث دوم میں نبی کریم ﷺ کا امن کے لئے خصوصی اقدامات کِتَابُ السِّیَر کی روشنی میں سلسلہ وار ذکر کیا جائے گا۔

بحث اول:

کتابُ السِّیَر اور جامع الترمذی کی اَبوَابُ السِّیَر کا جامع تعارف:

امام جوہریؒ الصحاح میں لکھتے ہیں:

السِّیَرِ سیرت کی جمع ہے بمعنی طریقہ اور سنت۔ عرب کہتے ہیں: "سارَ بهم سِيرَةً حَسَنَةً "یعنی لے گئے انہیں درست طریقے اور راستے پر۔ اور اسی مادہ سے کہا جاتا ہے: "سیرۃ القمرین "یعنی سورج اور چاند کا رستہ[i]۔ اور محدثین کی

ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

اصطلاح میں اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور سنت جو جنگی امور سے تعلق رکھتی ہوں اور صحابہ کرام کی جنگی زندگی سب ان میں شامل ہیں [ii]۔

بعض محدثین عظام نے لفظ کے بجائے جہاد کے لفظ سے بھی عنوان قائم فرمایا ہے۔اس کی لغوی اور اصلاحی تفصیل یوں ہے کہ : جہاد یہ الْجُهْدِ یا الْجَهْدِ سے مشتق ہے۔ جیم کے ضمہ کے ساتھ انتہائی اور آخری وسعت اور طاقت کا نام ہے اور جیم کے فتح کے ساتھ کسی بھی عمل میں مبالغہ سے کام لینے کو کہتے ہیں۔اور شریعت کے معروف معنوں میں انتہائی اور آخری کوشش قتال فی سبیل اللہ میں صرف کرنا خواہ نفس کے ذریعے سے ہو،مال کے ذریعے سے یا زبان کے ذریعے سے یا دوسرے ذریعے سے ہو۔یا اسی عمل میں مبالغہ سے کام لینا شرعی معنوں میں جہاد کہلاتا ہے [iii]۔

توکِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ میں جہاد کی کیفیت،کون سے احوال میں اور کن اشخاص پر جہاد فرض ہے اور کون سے میں نہیں،اور امیر (کمانڈنٹ) کے لئے کن حالات میں جہاد کا اعلان چاہئے اور کن میں نہیں،کافروں میں کن کن کے ساتھ کیا کیا معاملہ کیا جانا چاہئے یعنی کن کو قتل کیا جانا چاہئے اور کن کو نہیں،دار الحرب کے احوال،مرتدین کے احکام،اختلافِ دارین کے احکام،جہاد کی روانگی سے قبل افواج کو نبوی ہدایات اور جنگ میں شریک افواج کے لئے احکام وغیرہ جیسے مباحث اور امور کا احاطہ کئے ہوئے ہیں [iv]۔

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جنگی مہمات کی روایات اور اصول،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنگی اسفار،اس کی حکمتِ عملی جنگی قوانین اور فتح وشکست کے متعلق جو اصول اور روایات ہیں وہ محدثین **السِّيَر** میں زیر بحث لاتے ہیں۔

امام محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ (متوفی :۲۷۹ھ) نے بھی جامع الترمذی میں "أَبوَابُ السِّيَرِ عَن رَسُولِ اللهِ صَلَى اللهُ عليهِ وَسَلم" کے عنوان سے رسول اللہ ﷺ کے قتال وجہاد اور اس حوالے سے احکامِ شرعیہ کا خصوصی احاطہ تین ابواب؛ السِّيَر،أَبوَابُ الجهاد اور فضائل الجهاد میں کیا ہے۔ یہ تینوں ابواب کئی اہم مباحث مثلاً جنگ کے شرعی احکام،اس کے حدود و قیود،جنگی آداب اور دورانِ جنگ امن کے لئے اقدامات پر مشتمل ہیں۔

بحث دوم:

دورانِ جنگ رسول الرحمہ ﷺ کا امن کے لئے اقدامات

جامع الترمذی کی أَبوَابُ السِّيَر کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے جنگ سے قبل،دورانِ جنگ اور جنگ کے اختتام پر امن کے لئے جو اقدامات اُٹھائے ہیں،ان میں سے چند درجہ ذیل ہیں:

HEC Pakistan Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

(ا) قتال سے قبل دعوت اور اس کے فوائد:

امام ترمذیؒ کی رائے یہ ہے کہ قتال سے قبل لوگوں کو اسلام کا پیغام پہنچانا ضروری ہے اور اس سلسلے میں "بابُ مَا جاءَ فی الدعوۃِ قبلَ القِتالِ" قائم فرمایا جو اس پر دلالت کرتا ہے۔اسحاق بن ابراہیم بن راویہؒ کا مذہب یہ ہے کہ کفار کو جنگ سے پہلے بذات خود امیر کو جانا چاہئے تاکہ ان کو بہتر طریقے سے سمجھائے اور انہیں دعوت دیں۔حضرت امام شافعیؒ کے مطابق دشمن سے پہلے جنگ شروع نہ کیا جائے تاوقت یہ کہ ان کو اسلام کی دعوت دی جائے اِلا یہ کہ کفار جنگ کرنے میں جلدی کریں۔امام ترمذیؒ نے اس باب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت کو ذکر فرمایا ہے۔

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک لشکر لے کر فارس (ایران) کے قلعوں میں سے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔فوج نے حضرت سلمان سے ان پر دھاوا بول دیں؟آپ نے ان کو فرمایا کہ رکو! میں پہلے ان کو اسلام کی دعوت دوں۔جس طرح حضور رحمت ﷺ جنگ سے پہلے دعوت دیا کرتے تھے۔چنانچہ آپ قلعہ کے نیچے تشریف لے گئے اور ان کو ترجمان کے ذریعے دعوت دیں۔دوسرے دن پھر فوج نے جنگ شروع کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: میں ان کو تین دن تک اسی طرح دعوت دوں گا[v]۔

اسی طرح امام احمدؒ نے بھی ایک روایت نقل کیا ہے کہ:

"ما قاتل رسول الله صلي الله عليه وسلم قوماً قط اِلا دعاهم[vi]"

رسول اللہ ﷺ نے دعوت سے پہلے کبھی بھی کسی سے قتال نہیں کیا ہے۔

اسی طرح خیبر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیدیا۔توانہوں نے عرض کیا کہ کیا میں حملہ کروں؟رسول الرحمۃ ﷺ نے فرمایا: ٹھہرو! جاکر ان کے پاس اور ان کو اسلام کی دعوت دے دو اور اگر تمہاری اس دعوت سے ایک بھی شخص کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں (جو کہ عربوں کے ہاں قیمتی مال سمجھا جاتا تھا) سے بہتر ہے[vii]۔

اس حدیث الباب سے درجہ ذیل امور معلوم ہوتے ہیں:

1) جس علاقے میں جنگ یا کوئی اور مہم مقصود ہو تو وہاں ایسے افراد کو کمانڈ دینا چاہئے جو اہل علاقہ ،ان کے احوال،ان کی زبان اور دستور وثقافت سے زیادہ واقف اور باخبر ہوں۔جیسا کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اصلاً ایرانی ہونے کی وجہ سے ان علاقوں پر کمانڈنٹ مقرر فرمایا گیا۔اس میں کئی مصلحتیں ہیں۔

2) حملہ کرنے سے قبل ضروری ہے کہ ان لوگوں کو تین دن تک اسلام کا پیغام اور دعوت دیا جائے۔

3) اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلام کا اصل مقصد پرامن طریقے سے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا ہے اور جہاد کی مشروعیت خاص نوعیت اور حالات کے تحت ہوتی ہے۔

(۲) رسول الرحمۃ ﷺ کی سیرت میں شب خون مارنا نہیں ہے:

رسول الرحمۃ ﷺ کا عادت مبارک یہ تھا کہ جنگ میں شب خون نہیں مارا کرتے تھے کیوں کہ اندھیرے میں عورتیں، بچے، بوڑھے اور غیر مقاتلین لپیٹ میں آجاتے ہیں۔اور اسلام ان افراد کے قتل کا روادار نہیں بلکہ ان کی حفاظت کرنا چاہتا ہے۔اس لئے رسول الرحمۃ ﷺ کی سیرت میں شب خون مارنا نہیں تھا۔یہ تو رسول اکرم ﷺ کا سیرت مبارک تھا تاہم چونکہ زمانہ جاہلیت سے شب خون مارنے کا طریقہ چلا آرہا تھا۔اس لئے آپ ﷺ احتیاطی تدابیر بھی فرماتے تھے۔رات کو میدان جنگ میں پہرہ دار اور مسلمانوں کے لئے شعار(Code Words) مقرر فرماتے تھے۔یعنی اگر دشمن رات میں اچانک حملہ کردے تو مسلمان ایک دوسرے کو کس طرح پہچانیں؟اس لئے کہ کفار شب خون مارنے کو غیر اخلاقی اور بُرا نہیں سمجھتے تھے۔اس لئے مسلمانوں کے لئے شعار مقرر فرماتے تھے۔ہر جنگ میں نیا شعار مقرر فرماتے تھے۔غرض آپ ﷺ احتیاطی تدابیر کو فرماتے تھے مگر شب خون نہیں مارتے تھے۔

البتہ شب خون کے علاوہ آپ ﷺ کی سیرت میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ جنگی حکمتِ عملی کے تحت دشمن کو غافل رکھ کر اچانک ان کے سر پر پہنچتے تھے دشمن کو حملہ کی کانوں کان خبر نہیں ہونے دیتے تھے۔فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار لشکر جرار لے کر جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ کے آنگن میں پہنچ گئے تب مکہ والوں کو پتہ چلا کہ آپ ﷺ آگئے ہیں،حالانکہ اتنے بڑے لشکر کی نقل وحرکت مخفی نہیں رہتی۔

اسی طرح غزوہ خیبر کے موقع پر بھی آپ ﷺ پندرہ سو صحابہ کے ساتھ اچانک رات میں خیبر پہنچے اس وقت اہل خیبر قلعہ بند ہو کر سو رہے تھے۔نبی الرحمہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد ریہرسل کا حکم دیا اور خود بھی گھوڑے پر سوار ہو کر ریہرسل میں شریک ہوئے۔اس جنگ میں تین سو گھوڑے تھے انہوں نے چاروں طرف بے تحاشا دوڑنا شروع کیا اور خیبر میں ایک ہنگامہ برپا کردیا۔جب اہل خیبر کدال اور پھاوڑے لے کر قلعہ سے باہر نکلے تو حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ محمد بخدا! بہت بڑا لشکر لے کر آگئے۔حالانکہ کل پندرہ سو صحابہ تھے[viii]۔

امام ترمذیؒ نے اس سلسلے میں جو باب قائم کیا ہے:"باب في البيات والغارات" یہ بہت معنی خیز ہے۔

البیات سے مراد شب خون مارنا ہے جو کہ رسول الرحمۃﷺ کا سیرت مبارکہ نہیں ہے۔اس لئے علماءِ امت کے نزدیک اس طرح نہیں کرنا چاہئے۔اور یہی امام احمدؒ اور اسحاق بن راہویہؒ کا قول ہیں۔اور الغارات سے مراد جنگ حکمت عملی کے پیش نظر دشمن کو غافل رکھ کر اچانک ان کے سر پر پہنچنا، یہ جنگ کے نقطہ نظر سے عمدہ حکمت عملی کا نمونہ ہے۔اور یہ سیرت مبارکہ کا جزء ہے۔جو کہ جائز اور بہترین حکمت عملی ہے۔[ix]

(۳)دشمن کے علاقہ کو تحریق اور اور تخریب سے بچانا

تحریق سے مراد آبادیوں، باغات، کھیتیاں، مکانات دوسرے مذاہب کے عبادت خانوں اور مواصلات کو آگ لگا کر جلانا مراد ہے اور تخریب سے مراد آبادیوں، مکانات، کھیتیاں اور پھل دار درختوں کو برباد کرنا ہے۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

''قال الاوزاعي ونهي ابو بكر الصديق يزيد ان يقطع شجراً مثمراً او يخرب عامراً وعمل بذالك المسلمين بعده''[x]

ترجمہ: ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک لشکر روانہ کیا۔اور یزید کو امیر مقرر کیا اور ان کو نصیحت کی کی دشمن کے پھل دار درخت نہ کاٹے جائیں اور ان کے بستیوں کو ویران نہ کیا جائے۔اور اس نصیحت پر بعد کے مسلمانوں نے عمل کیا۔

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ اسلام کا حربی نظام سب سے زیادہ اہل شام جانتے ہیں اور اہل عراق اس سے نابلد ہیں۔وہ کہتے ہیں دشمن کے باغات کاٹنا اور ویران کرنا مکروہ۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ دشمن کے علاقوں کے بستیوں کو ویران نہ کیا جانا چاہئے۔

امام احمدؒ بن حنبل فرماتے ہیں:

"بعض جگہ دشمن کے درخت وغیرہ کاٹنا جنگی نقطہ نظر سے ضروری ہوتا ہے وہاں اس کی گنجائش ہے۔رہا کھیل تماشہ کے طور پر اس کو نہ کاٹے اور جلائے نہ جائیں"۔[xi]

(۴)خواتین، بچوں، بوڑھوں، خصوصی افراد اور قابل احترام مذہبی سربراہوں و رہنماؤں کو دوران جنگ قتل نہ کرنا

علامہ مبارک پوری لکھتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابو سفیان کو شام کی طرف لشکر دے کر روانہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بچوں، خواتین، بزرگوں، مجنون اور راہبان کو قتل نہ کیا جائے۔

امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک کسی بھی صورت میں خواتین اور بچوں (غیر مقاتلین) کو قتل نہیں کرنا چاہئے۔یہاں تک کہ اگر کفار نے خواتین اور بچوں کو ڈھال بنایا تو اسی وقت بھی ان کو کفار کی نیت سے نہیں مارنا چاہئے اور نہ ان پر

شیلنگ کرنا چاہئے۔تاہم احناف اور شوافعؒ کے ہاں اگر خواتین اپنے فوج کے شانہ بشانہ لڑتی رہیں تو پھر ان کو جنگ میں مارنا جائز ہے[xii]۔

حنظلہ کاتب سے روایت ہے کہ:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو پیغام بھجوایا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ جنگ میں بچوں اور مزدوروں کو قتل نہ کیا جائے[xiii]۔

اسی طرح مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لشکر کو روانہ فرماتے تھے تو انہیں یوں فرماتے تھے:

"ولاتمثلوا ولاتقتلوا الولدان ولا اصحاب الصوامع[xiv]"

ترجمہ: دشمن کی شکل نہ بگاڑو۔بچوں کو قتل نہ کرو اور نہ ہی گرجوں کے مذہبی قابل احترام لوگوں کو۔

(۵)قیدیوں کا انسانی حقوق،ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا اور خصوصاً رشتہ دار قیدیوں میں تفریق نہ کرانا

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک اگر مسلمانوں کے ہاتھوں رشتہ دار کفار قیدی بن کر آئے(واضح رہے کہ یہ اس زمانے کے بارے میں قیدیوں کے حقوق تھے،اب قیدی نہیں رہے)توان کے درمیان تفریق کرنا درست نہیں ہے۔بچی اور ماں کے درمیان تفریق کرنا،باپ اور بیٹے کے درمیان تفریق اور بھائیوں کے درمیان تفریق اور ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھنا مکرہ ہیں۔

اور اس باب نے امام ترمذیؒ نے جو حدیث نقل کی ہے وہ یوں ہے کہ

"حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ماں اور اس کے بیٹے کے درمیان جدائی کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے محبوبوں کے درمیان جدائی کریں گے"[xv]۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ قیدیوں کے درمیان یہ تفریق عام ہے خواہ مال غنیمت میں تقسیم کے سلسلے میں ہو یا اس کو بیچنے کے ذیل میں اور یہ کہ تفریق اس وقت ناجائز ہے جب دونوں قریبی رشتہ دار اور نابالغ ہوں۔اگر ان میں سے ایک بالغ اور دوسرا نابالغ ہو مثلاً عورت کے ساتھ نابالغ بچہ ہو یا بہن ہو اور ان کے ساتھ نابالغ بچہ ہو اور وہ نابالغ خضانت اور کفالت کا محتاج ہو تو اس صورت میں ان کے درمیان تفریق کرنا درست نہیں ہے۔اور اگر دونوں بڑے ہو اور ایک دوسرے کو کفالت وخضانت

میں محتاج نہ ہو تو پھر ان کے درمیان جدائی کرنا درست ہے[xvi]۔

(٦) کفار کو امان دینے کا خصوصی حکم اور امان کا احترام سب پر لازم قرار دینا

مسلمانوں میں سے جو بھی کسی غیر مسلم کو پناہ دے تو اس کا پناہ دینا اسلام نے معتبر قرار دیا ہے۔اب اس کافر کو قتل کر دینا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔اسی طرح غلام (جس کو جنگ لڑنے کی اجازت دی گئی ہو) کسی غیر مسلم کو پناہ دے تو وہ پناہ بھی معتبر ہے تاہم اگر وہ جنگ میں شامل نہ گیا ہو تو اس کا پناہ دینا معتبر نہیں ہے۔

امام ترمذیؒ نے اس سلسلے میں جو باب قائم فرمایا وہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔وہ باب ''باب ما جاء في امان المرأة والعبد'' ہیں۔امام ترمذیؒ کا مقصد اس سے یہ ہے کہ اگر کوئی مسلم عورت کسی کافر کو پناہ دے دیں تو اس کی امان اور پناہ دینا بھی معتبر ہے۔اور ہر مسلمان پر اس کا لحاظ رکھنا اور اس کی پناہ اور امان کا احترام کرنا لازم ہے۔

امام ترمذیؒ نے حدیث الباب میں حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کی روایت پیش کی ہے۔اُم ہانی نبی الرحمہ ﷺ کی چچا زاد بہن اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھیں۔آپ فرماتی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر میں نے اپنی سسرال کے دو آدمیوں کو پناہ دی۔اتفاق سے حضرت علی ان کے گھر تشریف لائے اور ان دونوں کو قتل کرنا چاہا۔اُم ہانی نے فرمایا میں نے ان کو پناہ دی ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورت کو پناہ دینے کا کیا حق ہے؟آپ فوراً حاضر خدمت ہوئیں اور سارا واقعہ عرض کیا۔نبی الرحمہ ﷺ نے فرمایا:

''قَد أمَّنّا من امَّنتِ''[xvii]

ترجمہ: جس کو تم نے امان دیا ہم نے بھی ان کو امان دیا۔چنانچہ وہ قتل نہیں کئے گئے۔

معلوم ہوا کہ اسلامی معاشرے کے اندر حقوق کے لحاظ سے مرد اور عورت کی کوئی تفریق نہیں ہے۔اسلام نے عورت کی امان اور پناہ دینا معتبر قرار دیا اور مستقل طور پر ان کا یہ حق نہ صرف قبول کیا بلکہ دوسروں کو بھی اسی کے مطابق عمل کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جب جنگ کے دوران رسول الرحمہ ﷺ نے ان کو قتل کرنے سے گریز فرمایا اور ان کے لئے امان اور پناہ معتبر قرار دیا تو اگر جنگ نہ ہو تو اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو ہر طرح کا تحفظ اور امن حاصل ہوگا اور کسی قسم کا گزند انہیں نہیں پہنچایا جائے گا۔

(٧) جنگی آداب کا لحاظ رکھنا اور اس کی خصوصی تاکید کرنا

اسلام سے قبل ظلم، وحشت اور بربریت تھی اور جس کے پاس طاقت تھی وہی سب کچھ سمجھا جاتا تھا۔اسلام نے سب سے پہلے جنگ آداب مقرر فرمائے۔اور ان آداب کو بجالانے کے لئے رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کو جنگ کے لئے بھیج دیتے تھے تو ان آداب کی خصوصی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً مثلہ یعنی انسانی شکل کو بگاڑنے سے گریز کرنا، صرف مقاتلین سے جنگ کرنا وغیرہ جیسے آداب کی تاکید فرماتے تھے۔

امام ترمذیؒ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث لایا ہے کہ:

"كان رسول الله صلي الله عليه وسلم كان اذا بعث اميرا علي جيش اوصاه في خاصه نفسه بتقوي الله ومن معه من المسلمين خيرا وقال اغزو بسم الله و في سبيل الله قاتلوا من كفر باالله ولا تغلوا ولاتغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا[xviii]"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو کسی لشکر پر امیر مقرر فرماتے تھے تو اس کو خاص طور پر اللہ سے ڈرنے کی اور جو مسلمانوں کے ماتحت ہے ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔ پھر عام ہدایات دیتے تے کہ جہاد کرو، اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستے میں، جو لوگ اللہ سے انکار کرتے ہیں ان سے جنگ کرو۔اور مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرو اور دشمن سے کئے ہوئے عہد وپیمان کی خلاف ورزی نہ کرو۔اور دشمن کی لاشوں کو نہ بگاڑو اور کسی بچے کو قتل نہ کرو۔

اس سلسلے میں امام ترمذیؒ مزید فرماتے ہیں۔

جنگ صرف مقاتلین سے لڑی جائے۔ غیر مقاتلین یعنی عام شہریوں، خواتین، بچے، غلام اور نوکر کو قتل نہ کیا جائے اور نہ ان لوگوں کو قتل کیا جائے جو دشمن کے فوج میں ان کے لئے کھانے پینے کی خدمت کررہا ہوں۔

"اخبره ان امراةوجدت في بعض مغازي رسول الله صلي الله عليه وسلم فانكر رسول الله صلي الله عليه وسلم ذالك ونهي عن قتل النساء والصبيان[xix]"

ترجمہ: نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا کہ ایک غزوہ میں ایک عورت مقتول پائی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر ناگواری کا کا اظہار فرمایا اور عورتوں اور بچوں کو قتل سے منع فرمایا۔

(۹) جنگ کے اختتام پر فوراً بعد ریاستی اداروں کا قیام اور نظم سنبھالنا

امام ترمذی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کرتے ہیں کہ:

"اِنَّ النبي صلي الله عليه وسلم كانَ اِذا ظَهرَ عَلي قَوم اَقامَ بِعَرصَتِهِم ثَلاثا[xx]"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر فتح یاب ہوتے تو ان علاقے میں تین دن ٹھہرتے تھے۔

آپ ﷺ کا سنت مبارک یہ تھا کہ کسی علاقہ کو فتح کرنے کے بعد کم از کم تین دن بنفس نفیس قیام فرماتے تھے کہ زخمیوں کی مرہم پٹی ہو جائے۔ شہداء کی تدفین عمل میں لائی جائیں۔ کافروں کی لاشیں ٹھکانے لگائی جائیں۔ اور دشمن اگر میدان سے بھاگ کھڑا ہوا ہے اگر وہ اپنا حوصلہ نکالنا چاہے تو واپس لوٹ آئیں۔ اگر فوج فوراً میدان سے چل دے گی تو دشمن کو یہ افواہ پھیلانے کا موقع ملے گا کہ مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور وہ پیچھے سے حملہ بھی کر سکتے ہیں۔ پس فتح شکست میں بدل جائے گی۔ اس لئے نبی کریم ﷺ فوراً وہاں سے نہیں ہٹتے تھے۔ کم از کم تین دن وہاں قیام فرماتے تھے۔

اس کے بعد علاقے کا نظم سنبھالتے۔ وہاں اسلامی ریاست کی جانب امیر مقرر فرماتے۔ لوگوں کی دینی راہنمائی اور اسلام کی جانب راغب کرنے کے لئے اہل علم بھیج دیتے تھے۔ اگر ضرورت ہو تو وہاں قاضی کا تقرر بھی فرماتے تھے۔ ان انتظام کو کوش اسلوبی سے سرانجام دینے کی وجہ سے وہاں امن وامان کا قیام ممکن ہوتا۔ اور لوگوں کو اطمینان کے ساتھ دین اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ممکن ہوتا[xxi]۔

امام ابن جوزیؒ اس کی حکمت یوں لکھتے ہیں:

"اِنَمَا کانَ یُقیمُ لِیظهرَ تَاثِیر الغَلبةِ وتَنفیذَ الاَحکامِ"[xxii]

ترجمہ: فتح پانے کے بعد رسول اللہ ﷺ اس وجہ سے اقامت فرماتے تھے تاکہ دشمن پر غلبہ پانے کی تاثیر ظاہر ہو جائے اور اسلامی احکام کی تنفیذ ممکن ہو سکیں۔

(۱۰) صلح اور امن قائم کرنے کی ترغیب:

زمانہ جاہلیت میں لوگ آپس میں قسمیں کھا کر معاہدہ کیا کرتے تھے کہ ہم ہر حال میں متحد رہیں گے اور حاجت مندوں کی مدد کریں گے۔ اس کو رسول الرحمۃ ﷺ نے امن کی خاطر برقرار رکھا اور لوگوں کو اس کی پاسداری کی تاکید کی۔ اگرچہ بعد میں اسلام کی ترویج اور اشاعت کے باعث یہ خود بخود ختم ہوتا چلا گیا۔ تاہم اسلام نے ابتداء میں اس کو برقرار رکھا۔

اس باب میں امام ترمذیؒ نے یہ روایت لایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"آپ لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں قسمیں کھا کر جو معاہدے کئے ہیں ان کو پورا کرو، کیوں کہ اسلام ان کو زیادہ نہیں کرتا مگر شدت میں یعنی اسلام اس معاہدہ کو پورا کرنے کی تاکید کرتا ہے اور اس کی مدح کرتا ہے مگر اب مسلمان ہونے کے بعد ایسا کوئی معاہدہ نہ کرو" [xxiii]۔

Scholar Insight Journal | **HEC Pakistan Y Category**
https://scholarinsightjournal.com/ | ONLINE - ISSN- 3006-9785
Volume.3, Issue.1 (March-2025) | PRINT - ISSN- 3007-245X

خلاصہ:

رسول اللہ ﷺ کے جنگی مہمات کی روایات اور اصول، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنگی اسفار، اس کی حکمتِ عملی جنگی قوانین اور فتح و شکست کے متعلق جو اصول اور روایات ہیں وہ محدثین **کِتَابُ السِّیَرِ** میں زیر بحث لاتے ہیں۔

امام محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ نے بھی جامع الترمذی میں ''اَبوَابُ السِّیَرِ عَن رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عليهِ وَسَلَّم'' کے عنوان سے رسول اللہ ﷺ کے قتال وجہاد اور اس حوالے سے احکامِ شرعیہ کا خصوصی احاطہ تین ابواب؛ السِّیَر، اَبوَابُ الجهاد اور فضائلُ الجِهَادِ میں کیا ہے۔ یہ تینوں ابواب کئی اہم مباحث مثلاً جنگ کے شرعی احکام، اس کے حدود و قیود، جنگی آداب اور دورانِ جنگ امن کے لئے اقدامات پر مشتمل ہیں۔

زیرِ نظر مقالہ میں بنیادی طور پر کِتَابُ السِّیَر کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا قیامِ امن کے لئے خصوصی اقدامات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ امام ترمذیؒ کی کِتَابُ السِّیَر کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا امن کے لئے خصوصی اقدامات کا استنباط کیا گیا ہے۔ مقالہ دو اہم مباحث پر مشتمل ہے؛ بحث اول میں اَبوَابُ السِّیَر کا تعارف اور مفہوم کا تحقیقی جائزہ ہے اور بحث دوم میں نبی کریم ﷺ کا امن کے لئے خصوصی اقدامات کِتَابُ السِّیَر کی روشنی میں سلسلہ وار ذکر کیا جائے گا۔

بحث دوم میں ان اقدامات امن کو خصوصی طور پر درخور اعتناء سمجھا گیا ہے جو نبی الرحمۃ ﷺ نے جنگ کے دوران اٹھائے تھے۔ مثلاً قتال شروع کرنے سے پہلے کفار کو دعوت اسلام دینا، صحابہ کو اس کی ہدایت دینا، دشمن پر شب خون مارنے سے منع فرمانا، دشمن کے علاقہ کو ویران نہ کرنا اور نہ اس کو جلانا، غیر متقالین یعنی خواتین، بچوں، بزرگوں اور مذہبی شخصیات کو قتل نہ کرنا، قیدیوں کا حقوق متعین کرنا، جنگی آداب مقرر کرنا اور ان کی پاسداری کرانا، جنگ کے دوران صلح کی ترغیب دینا اور جنگ کے بعد فوراً وہاں کا انتظام سنبھالنا وغیرہ جیسے اہم امور امام ترمذیؒ کی کِتَابُ السِّیَر کی روشنی خصوصی زیر بحث لایا گیا۔

نتائج وسفارشات:

اس تحقیقی مقالہ پر کام کرنے کے بعد درجہ ذیل نکات بطور نتائج اور سفارشات پیش خدمت ہیں:

1. دشمن پر شب خون مارنا نبی الرحمۃ ﷺ کی سیرت نہیں ہے۔ البتہ اس کے لئے جنگی حکمت عملی کے تحت احتیاطی تدابیر اختیار فرماتے تھے۔
2. ہمیشہ لوگوں کو جنگ سے پہلے دعوت دی کرتے تھے اور اس کی ترغیب بیان کرتے۔ دین میں دعوت اصل ہے اور جہاد دفاعی حیثیت رکھتا ہے۔

HEC Pakistan Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

3. لشکر کی روانگی سے پہلے صحابہ کرام کو غیر مقاتلین یعنی خواتین، بچے، بزرگ، قابل احترام مذہبی شخصیات، مجنون اور کفار کی غیر جنگی مدد کے لئے آنے والے افراد کو قتل نہ کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔
4. نبی الرحمہ ﷺ انسانی افراد، شہری آبادیوں، مکانات، باغات، کھیتیاں، مذہبی عبادات خانوں کو ویران کرنے اور جلانے سے منع فرمایا کرتے تھے۔
5. اسلام نے جنگ کو بھی عالمگیر انسانی حرمت کے قوانین اور اصول و ہدایات سے آراستہ کیا۔
6. اسلام نے ہمیشہ صلح، کافروں کو امان دینا، امن کے سلسلے میں جاہلیت کے معاہدوں کو برقرار رکھنا جیسے امور جو امن کے لئے مؤید ہو، برقرار رکھا۔
7. دورانِ جنگ نبی الرحمہ ﷺ کے اقدامات امن جامع الترمذی کی روشنی میں یہ مقالہ ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ صحاح ستہ کی روشی میں یا صحیحین کی روشنی میں نبی الرحمہ ﷺ کے اقدامات امن کا جائزہ لیا جائے۔
8. نبی الرحمہ ﷺ کے دوران جنگ امن کے لئے اقدامات کی عصری معنویت سامنے لانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔
9. نوجوان نسل کو اسلام کے تعلیماتِ امن کی طرف راغب کرنے کے لئے خصوصی قدامات اُٹھانے چاہئے۔
10. اسلام کے فلسفہ جہاد خصوصاً امن کے حوالے سے اس پر ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

حواشی و حوالہ جات:

---

[i] الجوہری، ابو نصر اسماعیل بن حماد، الصحاح فی اللغۃ، ج ا، ص ۳۴۲

[ii] العینی، بدر الدین الحنفی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری پبلیشر ندارد، اشاعت اپریل ۲۰۰۶ء، ج ۲۱، ص ۲۵۴

[iii] الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ناشر اور سن اشاعت ندارد، ج ۱۵، ص ۲۶۹

[iv] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج ۱۵، ص ۲۶۹

[v] الترمذیؒ، محمد بن عیسیٰ بن سورہ، سنن الترمذی، باب ما جاء فی الدعوۃ قبل القتال، بیروت: دار الکتب العربی، رقم الحدیث: ۱۶۳۴

[vi] الشیبانی، ابو عبد اللہ احمد بن حنبل، مسند احمد، قاہرہ: مؤسسۃ الرسالۃ، رقم الحدیث: ۲۱۰۵

[vii] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، رقم الحدیث: ۲۹۴۲

[viii] سنن الترمذی، باب فی البیات والغارات، رقم الحدیث: ۱۵۵۰

[ix]مصدر سابق،رقم الحدیث:۱۵۵۱

[x]سنن الترمذی،باب فی التحریق و التخریب،رقم الحدیث:۱۵۵۲

[xi]مصدر سابق،رقم الحدیث:۱۵۵۲

[xii]المبارکپوری، محمد عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم،تخفۃ الاحوذی،ج۴،ص ۲۳۴

[xiii]السجستانیؒ، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد،باب فی قتل النساء،رقم الحدیث:۲۶۷۱

[xiv]مسند احمد،رقم الحدیث:۲۷۲۸

[xv]سنن الترمذی،باب فی کراھیۃ التفریق بین السبی،رقم الحدیث:۱۵۶۶

[xvi] المبارکپوری،تخفۃ الاحوذی،ج۳،ص ۳۹۵

[xvii]سنن الترمذی،باب ما جاء فی امان المرأۃ و العبد،رقم الحدیث:۱۵۷۵

[xviii]سنن الترمذی،باب ما جاء في وصيته صلي الله عليه وسلم في القتال،رقم الحدیث:۱۶۱۷

[xix]سنن الترمذی،باب عن قتل النساء و الصبیان،رقم الحدیث:۱۵۶۹

[xx]سنن الترمذی،باب فی البیات و الغارات ،رقم الحدیث:۱۵۵۱

[xxi]پالن پوری، مولانا سعید احمد، تحفۃ الالمعی،دیوبند: مکتبۃ حجاز ۲۰۰۸ء،ج۴،ص ۴۸۸

[xxii] المبارکپوری،تخفۃ الاحوذی،ج۴،ص ۲۰۸

[xxiii]سنن الترمذی،باب ما جاء فی الحلف ،رقم الحدیث:۱۵۸۵

References:

- Al-Jawhari, A. N. I. B. H. (n.d.). *Al-Sihah fi al-Lughah* (Vol. 1, p. 342).
- Al-Ayni, B. D. H. (2006). *Umdat al-Qari Sharh Sahih al-Bukhari* (Vol. 21, p. 254).
- Al-Kasani, A. D. A. B. M. (n.d.). *Bada'i' al-Sana'i fi Tartib al-Shara'i* (Vol. 15, p. 269).
- Al-Tirmidhi, M. B. I. S. (n.d.). *Sunan al-Tirmidhi* (Hadith no. 1634). Dar al-Kutub al-'Arabiyyah.
- Al-Shaybani, A. B. A. (n.d.). *Musnad Ahmad* (Hadith no. 2105).
- Al-Bukhari, M. B. I. (n.d.). *Sahih al-Bukhari* (Hadith no. 2942). Kitab Bad' al-Wahy.
- Al-Tirmidhi, M. B. I. S. (n.d.). *Sunan al-Tirmidhi* (Hadith no. 1550).

- Al-Tirmidhi, M. B. I. S. (n.d.). *Sunan al-Tirmidhi* (Hadith no. 1551).
- Al-Tirmidhi, M. B. I. S. (n.d.). *Sunan al-Tirmidhi* (Hadith no. 1552).
- Al-Mubarakpuri, M. A. B. A. R. (n.d.). *Tuhfat al-Ahwadhi* (Vol. 4, p. 234).
- Al-Sijistani, S. B. A. (n.d.). *Sunan Abi Dawood* (Hadith no. 2671).
- Al-Shaybani, A. B. A. (n.d.). *Musnad Ahmad* (Hadith no. 2728).
- Al-Tirmidhi, M. B. I. S. (n.d.). *Sunan al-Tirmidhi* (Hadith no. 1566).
- Al-Mubarakpuri, M. A. B. A. R. (n.d.). *Tuhfat al-Ahwadhi* (Vol. 3, p. 395).
- Al-Tirmidhi, M. B. I. S. (n.d.). *Sunan al-Tirmidhi* (Hadith no. 1575).
- Al-Tirmidhi, M. B. I. S. (n.d.). *Sunan al-Tirmidhi* (Hadith no. 1617).
- Al-Tirmidhi, M. B. I. S. (n.d.). *Sunan al-Tirmidhi* (Hadith no. 1569).
- Al-Tirmidhi, M. B. I. S. (n.d.). *Sunan al-Tirmidhi* (Hadith no. 1551).
- Palanpuri, M. S. A. (n.d.). *Tuhfat al-Alma'i* (Vol. 4, p. 488). Maktabah Hijaz.
- Al-Mubarakpuri, M. A. B. A. R. (n.d.). *Tuhfat al-Ahwadhi* (Vol. 4, p. 208).
- Al-Tirmidhi, M. B. I. S. (n.d.). *Sunan al-Tirmidhi* (Hadith no. 1585).